کتاب نما

تعارف القرآن (پانچ حصے)، حمید نسیم۔ ناشر: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اردو بازار، کراچی۔ صفحات: جلد اول ۶۹۶، جلد دوم: ۵۴۵، جلد سوم: ۵۴۷، جلد چہارم: ۷۸۸، جلد پنجم: ۹۱۴۔ قیمت: جلد اول: ۳۵۰ روپے، جلد دوم: ۱۴۰ روپے، جلد سوم: ۱۸۰ روپے، جلد چہارم: ۳۰۰ روپے، جلد پنجم: ۴۰۰ روپے۔

مصنف، اعلیٰ تعلیم کے مرحلے میں ایم اے او کالج امرتسر میں، کٹر مارکسی اشتراکی اساتذہ کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ معروف اشتراکی صاحبزادہ محمود الظفر اور ان کی (ان سے بھی زیادہ اشتراکیت پر ایمان رکھنے والی) بیگم ڈاکٹر رشید جہاں نے، اساتذہ میں سے فیض صاحب کو اور طالب علموں میں سے مجھے، تربیت کے لیے منتخب فرمالیا اور نہایت موثر انداز سے مظلوم انسانیت کی نجات کے لیے مارکسزم ذہن نشین کرانا شروع فرمائی (ص ۵، اول)۔ لیکن اللہ نے حمید نسیم صاحب کو ہدایت عطا فرمائی اور: ''کیمونزم ایک باطل نقش نکلا۔ جلد دماغ سے دھل گیا''۔ پھر وہ لمبے عرصے تک ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے، بالخصوص اس کی دینی نشریات سے۔ اس عرصے میں مصنف موصوف نے دنیا بھر کی سیاحت کی، بہت کچھ پڑھا۔ تقابل ادیان، فلسفہ، ادب، تاریخ، قدیم دیومالائی تصورات وغیرہ۔ وہ شعر کہتے ہیں، ادبی تنقید لکھی ہے۔ ان کی خود نوشت بھی چند برس قبل شائع ہو چکی ہے۔ اب قرآن پاک کی زیر نظر تفسیر پانچ جلدوں میں پیش کی ہے۔ اس کام میں انھیں مولانا محمد طاسین صاحب کی راہنمائی اور اعانت حاصل رہی۔

یہ مصنف کی خوش بختی ہے اور ان پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ فیض احمد فیض کے ساتھ اور انھی اساتذہ کے زیر تعلیم و تربیت رہنے کے باوجود وہ فیض کے راستے اور انجام سے بچ نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کی سعادت عطا فرمائی: ایں سعادت بزور بازو نیست۔ حمید نسیم کا طریق توضیح و تفسیر اس طرح ہے: سب سے پہلے سورت کا تاریخی پس منظر، شان نزول اور معلومات، (کہیں کہیں ان میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے) پھر چند آیات کا متن اور ان کا رواں اردو ترجمہ۔ پھر بعض مشکل الفاظ یا تراکیب کی وضاحت اور اس کے بعد ان آیات کے موضوعات و مباحث پر تبصرہ، توضیح اور تشریح۔

حمید نسیم کا اسلوب سیدھا سادہ، رواں دواں اور ہموار ہے۔ انگریزی الفاظ کے بلاجواز استعمال سے اکثر مقامات پر بہ آسانی بچا جا سکتا تھا۔ توضیح مطالب کے لیے اقبال اور رومی کے اشعار سے بھی جابجا مدد لی ہے اور

بعض مغربی فلسفیوں اور مفکروں کے قول بھی نقل کیے ہیں۔ کہیں کہیں جوش خطابت میں وہ بہت تفصیل میں چلے گئے ہیں۔ ان کے ہاں دوسرے مفسرین سے استفادے کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں، مگر انھوں نے ابو الکلام آزاد کے سوا شاید ہی کسی کا حوالہ دیا ہو۔ مجموعی طور پر ان کی توضیحات میں راست فکری نظر آتی ہے۔

مصنف نے ایم اے فلسفے میں کیا تھا۔ بعدازاں جدید مغربی فکر اور معاصر سیاسی و معاشرتی نظریات اور مفکرین و شعرا کا بالاستیعاب مطالعہ بھی کیا۔ انھوں نے پہلی جلد کے آخر میں (ص ۵۸۹ تا ۶۹۶) بعض عنوانات کے تحت اپنے وسیع مطالعے کا نچوڑ "عالمی فلسفہ و مذہب" کے عنوان سے جمع کر دیا ہے، جیسے: عالمی مابعد الطبیعیات (قدیم دیو مالائی تصورات، عقائد، نظریات) انسان کی فکری مسافت، مصری دیومالا کے اساسی افکار، قدیم بابل، تولیدی و افزائشی عبادات، اسرا ئیلیات، مذہب زرتشت کی دینیات، ہندو مذہب، الہیات اور مابعد الطبیعیات، بدھ مت، وشنو اور بھگوت کا فلسفہ، رواقیت، کلبیت اور تشکیک، افلاطون، فلاطینوس۔ دوسری جلد کے آخر میں (ص ۴۲۴ تا ۵۴۵) اخلاقیات عالم کے زیر عنوان: قدیم مصر، بابل، زرتشت، ہندومت، مہاتمابدھ، یونان، افلاطون اور ارسطو کی اخلاقیات۔ اسی طرح روس کی اشتراکیت اور نطشے وغیرہ پر تعارفی نوٹ۔ انھی ضمیموں کی وجہ سے جناب مولف نے کتاب کے عنوان میں "عالمی فلسفہ و مذہب کے تناظر میں" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ معلومات افزا نوٹس مصنف کے وسعت مطالعہ کی دلیل ضرور ہیں مگر بہتر یہ تھا کہ ان خیالات و افکار اور مباحث کو آیات قرآنی کی تفسیر میں متعلقہ مقامات پر زیربحث لایا جاتا یعنی انھیں موقع و محل کے مطابق توضیحات و تشریحات میں کھپا (incorporate کر) دیا جاتا اور قرآن کی روشنی میں ان پر تنقید کی جاتی۔ موجودہ شکل میں یہ دونوں ضمیمے غیر متعلق اور الگ تھلگ محسوس ہوتے ہیں۔

بعض اوقات فاضل مصنف اپنے شخصی نقطہ نظر یا اپنے مزعومات پر زور دیتے نظر آتے ہیں، مثلاً: "جب تک اسلامی معاشرہ وجود میں نہیں آ جاتا، اہل لوگوں کے انتخاب کے لیے جمہوریت کے رائج اسالیب کو اختیار کرنا اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے"۔ (ص ۵۱، اول)--- سوال یہ ہے کہ "رائج اسالیب" میں تو ایک خائن، بدکردار اور جاہل مطلق شخص بھی پارلیمان کا ممبر بن سکتا ہے۔ کیا یہ "اسلامی اصولوں کے عین مطابق" ہو گا؟ پھر یہ کہ آج کل جمہوریت کے "رائج اسالیب" کے ذریعے کیا اہل لوگوں کا انتخاب ممکن ہے؟ ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں: "اسلام میں جمہوریت ایسی بنیادی ضرورت ہے کہ اللہ کے رسول کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ سب سے پہلے رائے لیں" (ص ۴۳۶، اول)--- حالانکہ قرآن حکیم تو یہ کہتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء ۴:۶۴)--- یعنی رسولؐ اللہ کے اذن (sanction) کا پابند ہے، نہ کہ اسے "جمہور کی رائے" لینی چاہیے۔ "جمہور" اور "جمہوریت" کے لیے اسی خبط میں انھوں نے ایک جگہ

ایسے "کچھ اہل الراے حضرات" کو ذہنی انتشار پیدا کرنے کا الزام دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ "قوت کا سرچشمہ اللہ ہے، عوام نہیں (ص ۵۱۱، اول)۔ مصنف نے غور نہیں کیا کہ "عوام" اور "جمہور" کی اس غیر معتدل حمایت میں وہ بعض آیات قرآنی کی نفی کر رہے ہیں، مثلاً: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف ۱۲: ۴۰) اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (البقرہ ۲: ۱۶۵) اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (آل عمران ۳: ۱۵۴)۔ جب حاکمیت اللہ کی ہے تو پھر یہ کہنا بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ: "قوت کا سرچشمہ عوام ہیں"۔

اسی طرح وہ اس بات پر مصر ہیں کہ آنحضورؐ کو موزوں طبع تسلیم کیا جائے۔ جن احادیث سے آپ کی موزوں طبعی کی نفی ہوتی ہے، مصنف نے کسی دلیل کے بغیر، یکسر "ایسی سب روایتیں غلط" قرار دی ہیں۔ ان کے خیال میں ان روایات کے سلسلے میں اسماء الرجال کے ماہر بھی غلطی کر گئے ہیں (ص ۲۵۳، چہارم)۔ جن مفسروں نے بعض معتبر روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ شعر پڑھتے ہوئے، آپ سے لفظوں کا الٹ پھیر ہو جاتا، حمید نسیم کا ایسے موقر مفسرین کو "فطری بے ذوق، طبع ناموزوں رکھنے والے اور ذوق جمال سے محروم" قرار دینا، بالکل "جوابی کارروائی" محسوس ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی اس واضح آیت: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ (یٰسین ۳۶: ۶۹) اور بہت سی احادیث کی موجودگی میں محض ایک قیاس آرائی پر اصرار کرنا کوئی علمی رویہ نہیں۔ ان کی یہ دلیل کہ "رسولؐ ہر ایسی غلطی سے محفوظ تھا، جس پر اس کے مخاطب اعتراض کر سکیں اور جسے شخصیت کی خامی پر محمول کریں" اس لیے بے وزن ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکنت زبان، ان کی "شخصیت کی خامی" نہ تھی، اور نہ یہ کار نبوت میں سد راہ بن سکی (حالانکہ زبان کی لکنت تو ابلاغ میں بہت بڑی رکاوٹ ہوتی ہے) تو آنحضرتؐ کا شعر کو موزوں نہ پڑھ سکنا، ان کی شخصیت کی خامی کیسے بن گیا؟

ایک اور جگہ مصنف کا یہ بیان بھی بے اعتدالی کا مظہر ہے: "لینن تاریخ انسانی کے عظیم ترین مفکر قائدوں میں سے ایک تھا۔ اس حقیقت کو نہ ماننا، اپنے جہل کا ثبوت دینا ہے کہ اس کی عظمت برحق، خلوص بھی برحق" (ص ۵۳۲، دوم)۔

عام طور پر طبقہ علما کو ان کی "تنگ نظری" اور "تعصب" پر مطعون کیا جاتا ہے--- دلچسپ بات یہ ہے کہ حمید نسیم کا، طبقہ علما سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل، صاحبزادہ ساجد الرحمٰن۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ صفحات: ۲۳۴۔ قیمت: ۱۲۵ روپے۔

حضورؐ کی بعثت تاریخ عالم کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس کی بدولت دنیا ایک عظیم الشان انقلاب سے دوچار

ہوئی جس کے اسباب و محرکات اور اثرات و نتائج کا جائزہ لینے کی مساعی صدیوں سے جاری ہیں۔ قرآن و سنت میں قبل اسلام کے دور کو جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جاہلیت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ عربوں کی زندگی کے کون سے امور اس کے دائرے میں آتے ہیں؟ اسلام نے عربوں کے کن امور کو باقی رکھا اور کس حد تک؟ نیز کن امور کو مٹانے یا درست کرنے کی کوشش کی؟ ان سوالوں کے جواب سے بحیثیت مسلمان ہمیں قانون سازی کے عمل میں رہنمائی ملتی ہے جو ہر مہذب اور منظم معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ مخصوص زمان و مکان میں حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے جو اقدامات کیے وہ ہر دور اور ہر علاقے کے مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ قانون ساز اداروں اور اشخاص نیز محققین کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قانون سازی کے بنیادی لوازم خصوصاً اس حقیقت سے روشناس کرایا جائے کہ اسلامی معاشرے میں جب بھی قانونی امور پر غور و خوض ہو گا تو متعلقہ اداروں اور افراد کو اس زمانی اور مکانی ماحول کے ٹھوس حقائق کو مدنظر رکھنا ہو گا جن سے حضورؐ اور صحابہ کرامؓ دوچار ہوئے اور انھوں نے ایک خاص طرز عمل اختیار کیا۔ اس طرح سات ابواب پر مشتمل زیر نظر کتاب اسلامی معاشرے کی تشکیل کے اصل الاصول اور اس کے حرکی رجحان کی نشان دہی کی ایک مفید کوشش قرار دی جا سکتی ہے۔ اس کے ذریعے اسلامی تہذیب کے امتزاجی میلان اور اسلامی اصولوں کی آفاقیت و ابدیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

فاضل مصنف نے بتایا ہے کہ جاہلیت کی اصطلاح "ضد العلم" نہیں "ضد الحلم" ہے یعنی جاہلیت سے مراد یہ نہیں کہ قبل از اسلام اہل عرب علوم و فنون اور تہذیب و تمدن سے بے بہرہ تھے بلکہ یہ لفظ عربوں کے تہور اور اکھڑپن پر دلالت کرتا تھا۔ عربوں کے مزاج اور کردار کی اصلاح کی گئی تو دنیا کو بہادر، اولوا العزم اور انقلابی قسم کے مردان کار میسر آئے۔ عرب جاہلیت کے رسوم و رواج کے سلسلے میں صدر اسلام میں یہ روش اختیار کی گئی کہ نکاح و طلاق، بیع و شرا وغیرہ میں جو مروجہ طریقہ یا قانون مناسب اور مفید ہے، اپنا لیا جائے۔ جو نامناسب ہے، رد کر دیا جائے اور اگر ہو سکے تو ضروری اصلاح و ترمیم کے ساتھ اسے باقی رکھا جائے۔ خلفاے راشدین کے تقرر کے ضمن میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کے طریق انتخاب میں اختلاف کے باوجود ان کا تقرر اسلامی جمہوری روح کے عین مطابق تھا اور تفصیلات کا تعین ہر دور کے مخصوص تقاضوں اور صدر اسلام کے نظائر کی روشنی میں امت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مشاورت اور قیام عدل اسلامی حکومت کا طرۂ امتیاز ہے اور صدر اسلام میں اس کا بطور خاص اہتمام کیا گیا اور اس سلسلے میں عمدہ اصول و قواعد مرتب کیے گئے تاہم عدلیہ کی ہیئت ترکیبی، منصفین کے تقرر کی شرائط اور دیگر ضوابط کی تشکیل وغیرہ امور کو ہر دور کے ارباب حل و عقد کی ذمہ داریوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ حضورؐ نے صحابہ کرام میں

جس انداز فکر کو پروان چڑھایا تھا' اس کے مطابق خلفاے راشدین نے دوسری قوموں کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر ایسے عرف یا رواج کو جو اپنے اندر خیر اور نفع رکھتا تھا اور نصوص اسلامی سے متصادم نہیں تھا' قبول کر کے اسے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا حصہ بنا دیا اور اس سلسلے میں کسی قسم کا تعصب آڑے نہیں آنے دیا۔

فاضل مصنف نے بحث کے دوران اکثر و بیشتر بنیادی ماخذ سے رجوع کر کے اپنی تحقیقی کاوش کو مستند بنایا ہے تاہم بعض عربی کتابوں کے اردو تراجم کا استعمال اصول تحقیق کے منافی نظر آتا ہے۔ انھوں نے کتاب کے آخر میں جو فہرست کتب دی ہے اس سے ان کی جستجو کی وسعتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کا اشاریہ قارئین کی سہولت کے نقطہ نظر سے بہت مفید ہے۔ اس طرح کی علمی کتابوں میں کمپوزنگ کی غلطیاں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کاش کتاب اس پہلو سے بھی قابل تعریف ہوتی۔ (ڈاکٹر رحیم بخش شاہین)

حج بیت اللہ ' بصارت و بصیرت، پروفیسر سید محمد سلیم۔ ناشر: شاہ تاج مطبوعات' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۷۲۔ قیمت: ۲۵ روپے۔

حج کا تجربہ ہر شخص کے لیے کچھ اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ وہ ضرور اس میں دوسروں کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ شاید حج ناموں کی کثرت کی یہی وجہ ہو۔ ہر شخص کا یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ بالکل ایک نئے انداز سے حج کی واردات کو پیش کر رہا ہے' جیسا پہلے کسی نے نہیں کیا! پروفیسر سید محمد سلیم نے ۱۹۸۵ میں حج کی سعادت پائی: "حج میں انوار و عرفان کا چشمہ بہتا رہتا ہے--- یہ عاجز بھی محروم نہیں رہا۔ علوم و عرفان کے ایک حصے کی اس عاجز و بے نوا پر بھی بارش ہوئی (ص ۴)"۔ زیر نظر کتاب اسی حصے کو ہم تک پہنچانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ ۲۰ صفحات میں حج کا بیان ہے۔ اس میں طواف کے سات چکروں کی سات علیحدہ دعائیں بھی درج کی گئی ہیں (ص ۱۸ تا ۲۶)۔ اس کے بعد مناسک حج کی حکمتوں کے حوالے سے ہر مرحلے پر صاحب تحریر نے مخصوص انداز سے کلام کیا ہے۔ ابتدا میں خود لکھا ہے: "ساری ترجیحات و تصریحات اس بندۂ عاجز و خاطی کی ہیں"۔ مختصر تبصرے میں احاطہ ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر انھوں نے شیطان کو کنکریاں مارنے کے لیے تین دن دینے کی توجیہہ یہ کی ہے کہ شر کی قوتیں خیر کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہیں (ص ۵۳)۔ سعی' دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اس کا مطلب ہے کہ "حصول مقصد میں مشکلات کے پہاڑ آسکتے ہیں" (ص ۴۸)۔ کعبے کے بارے میں لکھا ہے: "دنیا اس مسجد کا صحن ہے۔ یورپ میں جب نماز کی ضرورت پڑتی ہے تو کعبے کے آنگن میں کھڑے ہو کر وہ اپنی نماز ادا کرتا ہے۔ ایورسٹ اس کے صحن کا ٹیلہ ہے"۔ حلق کے بارے میں لکھا ہے: "جس طرح سر پر اب نئے بال آئیں گے اسی طرح وہ نئی زندگی کا آغاز کرے گا" وغیرہ۔

اس طرح اس مختصر کتابچے میں، نئے انداز سے مطالب و معانی کی ایک دنیا سمیٹ دی گئی ہے۔ قاری کو اپنے فکر کو مہمیز دینے کے لیے نکات ہی نکات ملتے ہیں۔ (مسلم سجاد)

الم تا علم، کشمیر، اصغر عابد۔ ناشر: دارالاشاعت القلم، ۱۱ شان پلازا، بلیو ایریا، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۳۵۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

آزادی کشمیر کے لیے ہمارے (معدودے چند) شاعروں، ادیبوں اور دانش وروں نے جو قلمی کاوشیں کی ہیں، نوجوان شاعر اصغر عابد نے اپنی زیر نظر کتاب کو اسی تسلسل میں پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ایک ملی اور قومی فریضہ ہے جس کی رو سے: "کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو خراج عقیدت پیش کرنا ہر اہل قلم پر لازم آتا ہے۔ میں نے اسی جذبہ ایمانی کو بروے کار لاتے ہوئے اپنے قلم کو ایک مجاہد کی طرح محاذ قرطاس پر آگے بھیج دیا ہے"۔

حصہ اول کی نظموں میں کشمیر ہی نہیں، بوسنیا، فلسطین اور بابری مسجد کے المناک پس منظر سے رونما ہونے والا، پورے عالم اسلام کا دکھ درد سمٹ آیا ہے، مگر شاعر حوصلہ، عزم و ہمت اور جرات و جذبہ شہادت سے سرشار ہے۔ وہ انسانیت کا بہی خواہ ہے اور مستقبل کے بارے میں پرامید ہے: ؎

آنے والی صدی، روشنی کی صدی، زندگی کی صدی
اک اخوت، محبت اور انسانیت دوستی کی صدی
اس صدی میں نہ ہو گا کہیں بھی دھواں
آئنوں کی طرح صاف ہو گا سماں
اے خدا، تیرگی اور آلودگی سے بچا لے ہمیں

دوسرا حصہ بہ عنوان: "کشمیر" ایک طویل مثنوی ہے، جس میں صدیوں کی تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے: ؎

دل گرفتہ مادر کشمیر ہے
کب سے اس کے پاؤں میں زنجیر ہے

مثنوی کے ذریعے کشمیر کے منافق حکمرانوں، ریڈ کلف، مونٹ بیٹن، شیخ عبداللہ، اور ہندو سامراج کی منافقتوں، فریب کاریوں، عیاریوں کی ایک روداد سامنے آتی ہے۔ اصل میں تو یہ، روداد دل ہے: ؎

یہ جو لکھی مثنوی کشمیر کی   درد دل کی اصل میں تشہیر کی

مجاہدانہ جوش و جذبے میں، اصغر عابد نے شاعرانہ تقاضوں کو نظرانداز نہیں کیا اس لیے امید واثق ہے قارئین مجاہدانہ حرارت حاصل کرنے کے ساتھ، شاعرانہ لطف و مسرت سے بھی ہم کنار ہوں گے۔

کتاب کی کتابت، طباعت اور پیش کش اعلیٰ درجے کی اور سرورق جاذب نظر ہے۔(ر۔ ہ)

Muslim India (1857-1947) A Biographical Dictionary [مسلم ہندستان ۱۸۵۷ تا ۱۹۴۷، ایک سوانحی لغت]، احمد سعید۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان ہسٹاریکل ریسرچ، لاہور۔ صفحات: ۳۵۴۔ قیمت: ۳۵۰ روپے۔

پروفیسر احمد سعید متعدد کتابوں کے مصنف اور تاریخ کے نامور اسکالر ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انھوں نے عہد غلامی کے ایسے مسلمانوں کے سوانحی کوائف جمع کیے ہیں، جو مثبت یا منفی طور پر آزادی کی تحریکوں سے وابستہ رہے ہیں۔ تحریک خلافت، کانگریس، مسلم لیگ، احرار، یونینسٹوں اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے وابستگان، نوابزادے، راجگان، پیرزادے، جاگیردار، مصنف، ادیب، اساتذہ اور صحافی وغیرہ وغیرہ--- مصنف نے کمال محنت و عرق ریزی اور کاوش و سعی سے یہ لغت مرتب کی ہے۔ یہ علمی اداروں کے کرنے کا کام تھا، جسے فرد واحد نے انجام دیا ہے۔ ان کا یہ کارنامہ بہرطور داد و تحسین کے لائق ہے--- (مگر ایک ستم ظریفی: تقریباً ایک ہزار افراد کی اس فہرست میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کا نام نہیں آسکا)۔ (ر۔ہ)

اسلامی فکر کی تشکیل اور معاشرے کی تعمیر نو، محمد موسیٰ بھٹو۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ، ۱۱۸۶، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد۔ صفحات: ۱۲۷۔ قیمت: ۳۰ روپے۔

مصنف کے اس نئے مجموعہ مضامین کا موضوع "قومی اور اجتماعی زندگی کا بڑھتا ہوا وہ زوال ہے، جس نے ہر شعبہ زندگی کے افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے"۔ ان مضامین میں اسلامی ثقافت کی ترقی اور اسلامی فکر کی تشکیل جدید پر بھی بحث شامل ہے۔ معاشی خوش حالی اور مادی ترقی کے باوجود، انسانیت جس بحران میں مبتلا ہے، بھٹو صاحب کے نزدیک اس کی نوعیت داخلی اور نفسیاتی ہے--- مصنف ایمانیات، عقائد اور عبادات کے ساتھ معاملات میں راستی اور معاشرت میں ایک معتدل رویے پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اپنے نفس اور باطن کی اصلاح سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اسی سے افراد کے اندر حکمت و بصیرت، دانش مندی اور نور ایمان پیدا ہوتا ہے اور زندگی شریعت کے تابع ہو جاتی ہے--- تعمیر کردار کے لیے جناب بھٹو نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی "مثالی شخصیت" کو متعارف کرایا ہے۔ موصوف کی زندگی اردو زبان و ادب کی تدریس و تحقیق میں گزری، مگر اللہ نے انھیں کردار اور فکر و نظر کی بہت سی خوبیاں عطا کی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی بزرگی کی بنیاد پر کشف و کرامات کا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ خدمت خلق کو مطمح نظر بنایا۔ ذکر و فکر اور اسلامی شریعت پر چلنے کی تلقین کی۔ ان کی اپنی زندگی سادگی، فقر، رواداری، محبت، فیاضی، ایثار اور

بردباری کا نمونہ ہے--- بلاشبہ ان کا شمار عصر حاضر کے نادر روزگار افراد میں ہونا چاہیے- (د-م)

کتب موصولہ

☆ **پارہ عم**، اردو انگریزی میں ترجمہ اور تشریح کے ساتھ، ناشر: بیت الحکمت، **مدینتہ الحکمت**، محمد بن قاسم ایونیو، کراچی- صفحات: ۱۱۸- قیمت: ۵۰ روپے- [آخری پارے کا عربی متن، آسان اور توضیحی اردو ترجمہ، علامہ عبداللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ، اور نونہالان وطن کو مخاطب کر کے ایک مختصر تشریح--- بقول حکیم محمد سعید: "قرآن حکیم کی تعلیم اور تفہیم کے بغیر تعلیم و تربیت کا کوئی تصور ممکن نہیں- (اسی) سے سچے مسلمان اور اچھے انسان کا وجود ممکن ہو سکتا ہے"- ایک قابل قدر کتاب]-

☆ **قرآنی عربی**، ڈاکٹر ابراہیم حافظ اسماعیل سورتی، مترجم: رضوان الحق، ناشر: قاف قرآنی عربی فاؤنڈیشن، برمنگھم- ملنے کا پتا: اردو بک ریویو، ۳/۱۷۳۹ نیو کوہ نور ہوٹل، پٹوڈی ہاؤس، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲- صفحات: ۴۸۷- قیمت: ۱۵۰ روپے- [سالہا سال کے تدریسی تجربات کے نتیجے میں اخذ کردہ طریقوں کی روشنی میں قرآنی عربی سکھانے کے لیے ایک مفید کتاب]-

☆ **دعوت** (روزنامہ) خصوصی اشاعت: "تعلیم اور مسلمان آزادی کے بعد" مدیر: پرواز رحمانی- پتا: ۳۱۴ ابو الفضل ان کلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی- صفحات: ۱۴۶- قیمت: ۲۰ روپے- [آزادی کے بعد بھارت میں مسلمانوں کی دینی اور عصری تعلیمی صورت حال پر وہاں کے اساتذہ اور ماہرین تعلیم کے بیس معلومات افزا اور فکر انگیز مضامین]-

☆ **حجاج کرام کے لیے آسان دعائیں** ناشر: شعبہ حج، جماعت اسلامی کراچی، شکارپور کالونی، کراچی- صفحات: ۳۲- ہدیہ: ۱۰ روپے- [جیبی سائز کا خوب صورت مجموعہ- قرآن و حدیث کے ایسے اذکار اور دعائیں جن کا یاد کر لینا آسان ہے]-

☆ **دعوت و تبلیغ کے رہنما اصول**، فتحی یکن، ترجمہ: محمد رضی الاسلام ندوی- ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن- ۱۷۸۱، حوض سوئی والان، نئی دہلی- صفحات: ۱۵۵- قیمت: ۵۰ روپے- [مصنف کی کیف ندعو الاسلام کا عمدہ ترجمہ- دعوت کے طریقے- اسلامی نظام کے اہم اور بنیادی خطوط- بحث و گفتگو کے موضوعات- ایک مفید کتاب]-

☆ **دیوان غالب**، مرزا اسد اللہ خاں غالب- ناشر: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ- ۴، ماما پارس بلڈنگ، اردو بازار، کراچی- صفحات: ۳۴۲- (چھوٹی تقطیع) قیمت: ۱۰۰ روپے مجلد- [عمدہ کاغذ، بے داغ کتابت، خوب صورت حاشیے کے اندر خلیق گو نگی مرحوم کی کتابت میں یہ یادگاری نسخہ، تحفے میں دینے کے لائق ہے]-

☆ **نشید شیراز**، مولانا ظفر علی خاں، مرتبہ: پروفیسر جعفر بلوچ- ناشر: الحسن اکادمی، ۸ غزالی پارک، نزد وحدت کالونی، لاہور- صفحات: ۱۱۲- قیمت: ۱۰۰ روپے- [مرتب نے مولانا ظفر علی خاں کا فارسی کلام، ان کے اردو مجموعوں اور اخبارات و رسائل سے، بڑی محنت سے جمع کر کے حواشی کے ساتھ مرتب کر دیا ہے- یہ علمی خدمت لائق تحسین ہے]-